ترکی میں ناکام بغاوت کی پہلی سالگرہ

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

ترکی میں جمہوری حکومتوں کے خلاف فوج نے 1960، 1971اور 1980 میں تین مرتبہ شب خون مارا، اور حکومت پر قبضہ کیا۔ گزشتہ سال بھی 15 رجولائی 2016 کو ترک فوج کے ایک گروہ نے بیرونی طاقتوں کی مدد سے طیب اردوان کی حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ بظاہر اِس بغاوت کا سبب یہ تھا کہ کچھ ہی دن پہلے حکومت نے فوج کے اختیارات میں کمی لانے کا بل منظور کیا تھا۔ جس کے تحت لامحدود اِختیارات کی مالک ترک فوج کے ترکی کی داخلی سیکورٹی میں اختیارات میں کمی لائی گئی اور جس کے تحت فوجی افسران کے ساتھ ساتھ فوجی جوانوں کے خلاف بھی صدر کی منظوری کے بعد مقدمات چلائے جاسکتے ہیں۔ اِس بغاوت میں نہ صرف فوج کا ایک طبقہ، بلکہ کئی خفیہ بیرونی عناصر کارفرما تھے۔ باغیوں نے باسفورس برج کو ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں سے بند کردیا۔ استنبول میں اتاترک ایئرپورٹ پر قبضہ کرلیا۔ ایوانِ صدر اور پارلیمان محاصرہ میں آ گئے۔ باغی فوج نے سرکاری ٹی وی کی نشریات بند کردیں اور تمام سرکاری نشریاتی ادارے قبضے میں لے لیے گئے۔ اس بغاوت میں کرنل رینک کے افسران شامل تھے۔ جنھوں نے استنبول کے فوجی مرکز میں ترک فوج کے سربراہ جنرل خلوصی آ کار سمیت دیگر جرنیلوں کو یرغمال بنایا لیا تھا۔ بعدازاں حکومتی حامی فوج نے کارروائی کرکے باغی فوجیوں سے یرغمالیوں کو چھڑا لیا۔ صدر طیب اردوان نے اس بغاوت کے خلاف عوام سے سڑکوں پر نکلنے کی اپیل کی۔ جس پر عوام گھروں سے باہر آئے اور مزاحمت کرتے ہوئے فوجی ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے۔ بالآخر بغاوت پر مکمل قابو پالیا گیا۔ ترک قوم نے اپنے آئینی حق کو اِستعمال کرتے ہوئے جمہوریت اور ملک کو تحفظ دیا اور فیتو کی بغاوت کی کوشش کو ناکام بنادیا۔ ناکام بغاوت کے ایک سال مکمل ہونے کی خوشی میں صدر طیب اردوان نے ترک عوام سے یومِ فتح کو رَقص وسرود کی بجائے درود وسلام پڑھ کر منانے کی اپیل کی۔ عام تعطیل کی گئی، جبکہ ملک میں مختلف تقریبات منعقد کی گئیں۔ ترکی کے اِکیاسی شہروں میں 86 ہزار 792 جامع مساجد میں بڑے بڑے اجتماعات میں لاؤڈ سپیکروں پر اللہ اکبر، سبحان اللہ اور درودِ پاک کا مسلسل وِرد کیا جاتا رہا۔

ترک صدر طیب اردوان نے قصر صدارت میں ناکام بغاوت کی پہلی سالگرہ کے موقع پر اپنے خطاب میں کہا کہ ترک عوام کی بہادری کا یہ اعلیٰ نمونہ ہماری جنگ آزادی کے جذبے اور وَلولے کی غمازی کرتا ہے، جبکہ ہماری قوم ایمانی طاقت و دین اسلام کی بقاوحرمت کی خاطر، عزم واِتحاد سے دشمنانِ وطن کے عزائم ناکام بنانے کی پوری طاقت رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ گولن تنظیم کی بغاوت کی کوشش ناکام بنانے والے عوام خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ برطانوی اخبار " گارڈین" میں چھپنے والے ایک مضمون میں ترک صدر نے مغربی ملکوں سے ناراضی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ اِن ممالک نے ترکی کی دوستی کو دھوکا دیا اور یہ انتظار کرتے رہے کہ بغاوت کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ انھوں نے کہ کچھ ممالک نے تو فتح اللہ گولن کے ساتھیوں کو پناہ تک دے دی۔ انھوں نے بغاوت کی ناکامی کے بعد بڑے پیمانے پر ہونے والی گرفتاریوں پر کی گئی تنقید کو مسترد کرنے ہوئے

کہا کہ یہ ناکامی جمہوریت کی تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا ہے۔ ناکام بغاوت کو ایک سال مکمل ہونے پر پارلیمنٹ کا خصوصی اجلاس ہوا۔ جس سے ترک صدر نے خطاب بھی کیا۔

صدر طیب اردوان کا یورپی ممالک سے اظہارِ ناراضی اور گلہ کرنا حق بجانب ہے، کیونکہ بغاوت کے دوران تمام یورپی ممالک نے مکمل چپ سادھ رکھی تھی اور عوام کی ایک منتخب کردہ حکومت کے خلاف غیر جمہوری اور دہشت گردانہ کارروائی پر خاموش رہ کر اِن بیرونی قوتوں نے نہ صرف باغیوں کا ساتھ دیا تھا، بلکہ تمام مغربی اخبارات و جرائد بشمول الیکٹرانک میڈیا باغیوں کے متشددانہ کارروائی کی مکمل حمایت کر رہے تھے۔ حالانکہ ترکی نیٹو کا حصہ تھا، مگر امریکہ اور اُس کے اتحادی ترکی کی صورتِ حال پر مہر بلب، خاموش تماشائی تھے، بلکہ صدر طیب اردوان کے بقول بغاوت کی ابتدا ہی ترکی کے امریکی ہوائی اڈے سے ہوئی تھی۔ اُس نازک گھڑی میں عوامی قوت ہی نے طیب اردوان کا ساتھ دے کر حکومت کی بحالی میں اُن کا ساتھ دیا تھا، طیب اردوان عوام کی اس قربانی کا تذکرہ کرتے ہوئے اُسے ایمانی قوت سے تعبیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اُس بغاوت کی رات لوگوں کے پاس بندوقیں نہیں تھیں، اُن کے پاس پرچم تھے اور اِس سے بڑھ کر اُن کے پاس ایمان تھا۔'' سچ ہے کہ ایمانی قوت ہی ٹینکوں کے آگے لیٹ جانے کا حوصلہ پیدا کرتی ہے۔

ترکی اردوان کی قیادت میں مسلسل ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ ملکی معیشت مضبوط سے مضبوط ترین ہو رہی ہے۔ 2023 کا سال ترک حکومت کا ہدف ہے۔ جس کے بارے میں طیب اردوان نے اعلان کیا ہے کہ ترکی اس سال دنیا کی سب سے پہلی اقتصادی اور سیاسی قوت بن جائے گی۔ ترکی اب جی 20 ممالک کے گروپ میں بھی شامل ہو چکا ہے۔ دفاعی اعتبار سے ترکی کا شمار دنیا کی آٹھویں بڑی فوجی طاقت میں ہوتا ہے۔ انسانی امدادی و ترقیاتی امور میں عالمی سطح پر امریکہ کے بعد ترکی کا دوسرا نمبر ہے۔ داخلی مسائل سے نمٹنے کے بعد اَب بیرونی دنیا سے بھی ترکی کے تعلقات میں بہتری آئی ہے۔ باہم تعلقات کے فروغ اور قطر کے قضیہ کے حل کے لیے اردوان خلیجی ممالک کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ ترکی اور اُس کے مغربی حلیفوں کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع ہو چکی ہے۔ بغاوت کی ناکامی پر ایک سال گزرنے پر جب ترک نژاد باشندوں نے تقریبات منانا چاہیں تو یورپ کے بیشتر ملکوں نے اُن کو اَیسا کرنے سے روک دیا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ امریکہ اور یورپی دنیا ترکی کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خائف ہیں اور اُسے اپنے تزویراتی دام میں جکڑے رکھنے کے خواہش مند اَور دوستانہ تعلقات کی بجائے محاذ آرائی جاری رکھنے کے خواہاں ہیں۔ ترکی ایک عرصہ سے یورپی یونین کا حصہ بننے کی تگ و دو میں مصروف رہا ہے، مگر اَب ترکی نے یورپی یونین پر اَپنا دوٹوک مؤقف واضح کر دیا ہے۔ صدر رجب طیب اردوان نے بی بی سی کو بتایا ہے کہ اگر یورپی یونین یہ کہتی ہے کہ وہ ترکی کو ایک رکن کے طور پر قبول نہیں کر سکتی تو یہ ترکی کے لیے اِطمینان کا باعث ہوگا۔ یورپی یونین ترکی کیلئے ناگزیر نہیں۔ یورپ اتحاد نے ترکی کا وقت ضائع کیا ہے۔ اُن کا کہنا تھا ترکی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہے۔ اِس کے بعد ہم اپنے پلان بی اور سی کا آغاز کریں گے۔ اردوان کا کہنا تھا کہ ''ترکی کی اکثریت اب یورپی یونین میں شمولیت نہیں چاہتی، اور انھیں یقین ہے کہ یورپی یونین کی ترکی کے حوالے سے سوچ مخلص نہیں ہے۔'' اب جبکہ دنیا میں مکالمہ اور مفاہمانہ رجحانات کی فضا ہموار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امریکہ اور یورپی ممالک کو بھی ترکی کے ساتھ اختلافات کا دائرہ کم کرنے اور خیر سگالی کا ماحول پیدا کرنے کی طرف قدم بڑھانے کی ضرورت ہے۔